اخلاق احمد علیہ السلام

شائع کردہ

مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت

پیش لفظ

شعبہ اطفال الاحمدیہ بھارت کی طرف سے ''اخلاقِ احمدؐ'' کے نام سے یہ کتابچہ شائع کیا جارہا ہے۔ یہ کتابچہ دراصل 1943ء میں مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ قادیان کی طرف سے پہلی بار شائع کیا گیا تھا۔ اُس وقت حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ) صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے عہدہ پر فائز تھے۔ اس کتابچہ کے پہلے ایڈیشن کے موقعہ پر تعارف کے طور پر ''ہمیں کیا بننا ہے'' کے عنوان سے جو ہدایات آپ نے تحریر فرمائی ہیں وہ بھی ازسرِنو شامل اشاعت کر دی گئی ہیں۔

''اخلاقِ احمدؐ'' میں احمدی بچوں کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ اخلاق واطوار کی ایک جھلک پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تا انہیں معلوم ہو کہ ان کے آقا کیسی خوبیوں کے مالک تھے اور پھر حضرت بانیٔ تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کی تعمیل میں کہ

''جس قدر اچھے اخلاق ہیں وہ سب اپنے اندر پیدا کرو۔'' (فرمودہ ۱۷؍فروری ۱۹۳۹ء)

یہ بچے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نقشِ قدم پر چلنے اور اپنے اندر یہی اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

اس تالیف میں زیادہ تر حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ کی تصنیفات 'سیرت المہدی' و'سلسلہ احمدیہ' کے اقتباسات نیز حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کی تصنیف 'ذکرِ حبیب' سے بھی اقتباسات درج کر دیئے گئے ہیں۔

اس کتابچہ کی تیاری، کمپوزنگ و دیگر کاموں میں مکرم رفیق احمد صاحب بیگ مہتمم اطفال و مکرم شاہد احمد صاحب بٹ معاون صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو خصوصی تعاون کی توفیق ملی۔

تمام قائدین، ناظمین اطفال وعہدیدارانِ مجالس سے توقع کی جاتی ہے کہ اس کتابچہ میں بیان فرمودہ اخلاق احمد علیہ السلام کو خدام واطفال کو بار بار سنانے کا اہتمام کریں گے اور اسے اپنانے اور عملی زندگی میں اسکی ترویج واشاعت میں بھرپور کوشش کریں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتابچہ کی اشاعت بے حد مبارک فرمائے اور خدام واطفال کو خصوصاً اور تمام احبابِ جماعت کو عموماً اس کتابچہ سے بھرپور توفیق وسعادت بخشے۔ آمین

والسلام

محمد نسیم خان

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

۹؍اپریل ۲۰۰۴ء بروز جمعۃ المبارک

قادیان دارالامان

فہرست

ہمیں کیا بننا ہے 1
احمدی اخلاق 2
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حلیۂ مبارک 3
لباس 3
خوراک 3
حضرت مسیح موعودؑ کے پاکیزہ اخلاق واطوار 3
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور حضور ﷺ کے طریقِ عمل کا احترام 3
قرآنِ کریم کا احترام اور اس سے محبت 5
اطاعت وفرمانبرداری حضورؑ کے اعلیٰ نمونے 5
حضورؑ کے صحابہؓ کے شاندار نمونے 6
دین کی راہ میں تکالیف 7
دینی غیرت 9
مہمان نوازی 9
دوستوں سے سلوک 12
تحفہ کا شکریہ 13
دشمنوں سے سلوک 13
خیرات 14
دیانت داری 14
بدظنی سے بچو 15
عام مخلوق پر رحم 15
اپنے ہاتھ سے کام کرنا 16
صفائی 16
سادگی 17
مزاح 18
دوسروں کی انتہائی دلداری اور ان کی دلشکنی سے بچنا 20
تعلیم وتعلّم 22
السلام علیکم کہنا 23
استقلال اور صدق وصفا 24
غضِ بصر 26
شیرِ خدا 27
وقار 28
تنگ نہ پڑنا 28
کسی کو تُو نہ کہنا 28
دعا کا طریق 29
گاڑیوں میں مسافروں کیلئے جگہ خالی کردینا 29
قادیان میں بار بار آنے کی تاکید 29
جامع اخلاق 29

بِسْـــمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ہمیں کیا بننا ہے

از محترم صدر مجلس خدام الاحمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اخلاق محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کامل حامل اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد بہترین اخلاق کے مالک ہیں۔ آپ کے اخلاق ہمارے لئے نمونہ ہیں جنہیں بڑے اختصار کے ساتھ اس رسالہ میں احمدی بچّوں کے سامنے رکھا جا رہا ہے۔ تا اس نمونہ کی پیروی کرتے ہوئے ہمارے بچّے حقیقی معنی میں اطفالِ احمدیت بن سکیں اور تا دُنیا اُن کے نمونہ سے سبق لے۔ اور تا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتوں کو بہتر سے بہتر نشو ونما دیکر ہمارے بچّے اس کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔ (اللّٰھم آمین)

اس میں ذرا بھی شک نہیں انسان کی حقیقی اور کامیاب ترقی کا راز عقل کی پیروی میں ہے نہ جذبات کی پیروی میں۔ حقیقی ترقی تبھی حاصل ہوتی ہے جب روحانیت کا سورج طلوع ہو کر عقل و جذبات کے حدود کو نمایاں کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو ان حدود میں رہنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ عقل اور جذبات کے اس صحیح استعمال کے بعد انسان جن عمدہ اخلاق کو اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے۔ اس کی بہترین مثال انبیاء علیہم السلام کے اخلاق ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق کا نمونہ اپنے بچّوں کے سامنے رکھنے سے ہماری یہی غرض ہے تا انہیں معلوم ہو سکے کہ انہیں کیا بننا ہے اور کس راہ پر چل کر وہ ایسا بن سکتے ہیں۔

وباللہ التوفیق

خاکسار مرزا ناصر احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ

احمدی اخلاق

"غریبوں اور مسکینوں کی مدد
کرو۔ نہ صرف اپنے مذہب کے
غریبوں اور مسکینوں کی۔ بلکہ ہر
قوم کے غریبوں اور بیکسوں کی تا
دُنیا کو معلوم ہو۔ کہ

احمدی اخلاق

کتنے بلند ہوتے ہیں۔"

ارشاد حضرت بانی تنظیم مجلس اطفال الاحمدیہ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ

﴿......فرمودہ ۱۳/اپریل ۱۹۳۸ء......﴾

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا حُلیہ مبارک

''حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا قد درمیانہ سے ذرا اونچا- بدن کسی قدر بھاری آنکھیں بڑی بڑی -مگر ہمیشہ غضِ بصر کی صورت میں رہنے کے سبب باریک سی معلوم ہوتی تھیں۔ چہرہ چمکدار- چھاتی کشادہ- کمر سیدھی-جسم کا گوشت مضبوط تھا۔جسم اور چہرے پر جھریاں نہ تھیں۔ رنگ سفید وسُرخ گندمی تھا۔ جب آپ ہنستے تھے تو چہرہ سرخ ہوجاتا تھا۔سر کے بال سیدھے کانوں تک لٹکتے ہوئے ملائم اور چمکدار تھے۔ ریش مبارک گھنی ایک مُشت سے کچھ زیادہ لمبی رہتی تھی۔'' (ذکرِ حبیب ص۳۱)

''اکثر اوقات آنکھیں نیم بند اور نیچے کی طرف جُھکی رہتی تھیں۔'' (سلسلہ احمدیہ ص۱۹۴)

لباس

''عموماً بند گلے کا کوٹ یا جبّہ - دیسی کاٹ کا کُرتہ یا قمیص اور معروف شرعی ساخت کا پاجامہ جو آخری عمر میں عموماً گرم ہوتا تھا۔ جوتا ہمیشہ دیسی پہنا کرتے تھے اور ہاتھ میں عصا رکھنے کی عادت تھی۔ سر پر اکثر سفید ململ کی پگڑی باندھتے تھے۔جس کے نیچے عموماً نرم قسم کی رومی ٹوپی ہوتی تھی۔'' (سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۹۵)

خوراک

''کھانے میں نہایت درجہ سادہ مزاج تھے اور کسی چیز سے شغف نہیں تھا بلکہ جو چیز بھی میسّر آتی تھی بے تکلّف تناول فرماتے تھے اور عموماً سادہ غذا کو پسند فرماتے تھے۔غذا بہت کم تھی۔اور جسم اس بات کا عادی تھا کہ ہر قسم کی مشقت برداشت کرسکے۔'' (سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۹۵)

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے پاکیزہ اخلاق واطوار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور حضور کے طریقِ عمل کا احترام

(ا) مولوی عبدالکریم صاحبؓ مرحوم فرماتے تھے کہ ''ایک دفعہ دوپہر کے وقت مَیں مسجد مبارک میں داخل ہوا تو اُس وقت حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اکیلے گنگناتے ہوئے حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ شعر (جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ہے- ناقل) پڑھ رہے تھے۔اور ساتھ ساتھ ٹہلتے بھی جاتے تھے ؎

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ فَعَمِیَ عَلَیْکَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ

(ترجمہ) ''تُو میری آنکھ کی پتلی تھا۔ پس تیری موت سے میری آنکھ اندھی ہوگئی۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے پروانہیں کیونکہ مجھے تو بس صرف تیری ہی موت کا ڈر تھا جو واقع ہو چکی۔''

میری آہٹ سن کر حضرت صاحب نے چہرے پر رومال والا ہاتھ اُٹھالیا تو مَیں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔'' (سیرت المہدی دوم ۳۳۳)

(۲) ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کسی تقریر یا مجلس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرماتے تو بسا اوقات ان محبت بھرے الفاظ میں ذکر فرماتے کہ ''ہمارے آنخضرتؐ '' نے یوں فرمایا ہے۔ اسی طرح تحریر میں آپؐ آنخضرت صلعم کے نام کے بعد صرف ''ؐ'' یا صلعم نہیں لکھتے تھے بلکہ پورا درود یعنی صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتے تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۴۷)

(۳) مرزا دین محمد صاحب ساکن لنگروال نے بیان کیا کہ ''جب میں حضرت صاحب کے پاس سوتا تھا تو آپ ...... صبح کی نماز کے لیے ضرور جگاتے تھے اور جگاتے اس طرح تھے کہ پانی میں اُنگلیاں ڈبو کر اُس کا ہلکا سا چھینٹا پھوار کی طرح پھینکتے تھے مَینے ایک دفعہ عرض کیا کہ آپ آواز دے کر کیوں نہیں جگاتے اور پانی سے کیوں جگاتے ہیں۔ اس پر فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس طرح کرتے تھے اور فرمایا کہ آواز دینے سے بعض اوقات آدمی دھڑک جاتا ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۴۹۲)

(۴) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے بیان کیا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق تھا کہ چھوٹی سی چھوٹی بات میں بھی آنخضرت صلعم کی اتّباع کرتے تھے۔''

(سیرت المہدی حصہ سوئم صفحہ ۴۹۲)

(۵) ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے بیان کیا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام صدقہ میں جانور کی قربانی بہت کیا کرتے تھے گھر میں کوئی بیمار ہوا یا کوئی مشکل درپیش ہوئی یا خود یا کسی اور نے کوئی منذر خواب دیکھا تو فوراً بکرے یا مینڈے کی قربانی کرادیتے تھے ...... اور فرماتے تھے کہ یہی آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت بھی تھی۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۵۷)

قرآن کریم کا احترام اور اس سے محبت

(۱) حضرت امّ المؤمنینؓ نے بیان فرمایا کہ ''ایک دفعہ...... مبارک احمد مرحوم سے بچپن کی بے پروائی میں قرآن شریف کی کوئی بے حرمتی ہوگئی۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اتنا غصّہ آیا کہ آپ کا چہرہ سُرخ ہوگیا اور آپ نے بڑے غصّہ میں مبارک احمد کے شانہ پر ایک طمانچہ مارا جس سے اس کے نازک بدن پر آپ کی اُنگلیوں کا نشان اُٹھ آیا اور آپ نے اُس غصہ کی حالت میں فرمایا کہ اس کو اس وقت میرے سامنے سے لے جاؤ۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۲۴)

(۲) مرزا سلطان احمد صاحبؒ (مرحوم) نے بیان کیا کہ ''والد صاحب تین کتابیں بہت کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے یعنی قرآن مجید۔ مثنوی رومی اور دلائل الخیرات اور کچھ نوٹ بھی لیا کرتے تھے اور قرآن شریف بہت کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۹۰)

(۳) حافظ نور محمد صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''...... حافظ نبی بخش صاحبؓ نے (حضور سے) ہنسکر عرض کیا کہ یہ (یعنی خاکسار نور محمد) بہت وظیفہ پڑھتے رہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ حضور میں تو وظیفہ نہیں کرتا صرف قرآن شریف ہی پڑھتا ہوں۔ آپ مسکرا کر فرمانے لگے کہ تمہاری تو یہ مثال ہے کہ کسی شخص نے کسی کو کہا کہ یہ شخص بہت عمدہ کھانا کھایا کرتا ہے تو اس نے جواب میں کہا کہ میں تو کوئی اعلیٰ کھانا نہیں کھاتا صرف پُلاؤ کھایا کرتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ قرآن شریف سے بڑھ کر اور کونسا وظیفہ ہے۔ یہی بڑا اعلیٰ وظیفہ ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۴۶)

اطاعت وفرمانبرداری

حضور کے اعلیٰ نمونے

(۱) مرزا سلطان احمد صاحبؒ نے بیان کیا کہ ''والد صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) دادا صاحب کی کمال تابعداری کرتے تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۹۵)

(۲) میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ نے بیان کیا کہ ''جب حضور کو وَسِّعْ مَکَانَکَ (یعنی اپنا مکان وسیع کر) کا الہام ہوا تو حضور نے مجھ سے فرمایا کہ مکانات بنوانے کے لیے تو ہمارے پاس روپیہ ہے نہیں۔ اس حکم الٰہی کی اس طرح تعمیل کر دیتے ہیں کہ دو تین چھپّر بنوا لیتے ہیں چنانچہ حضور نے مجھے اس کام کے واسطے امرتسر...... بھیجا...... اور چھپّر کا سامان لے آیا اور حضرت صاحب نے اپنے مکان میں تین چھپّر تیار کروائے یہ چھپّر کئی سال تک رہے پھر ٹوٹ پھُوٹ گئے۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۴۱)

(۳) میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ نے بیان کیا کہ ”ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں کوئی مہمان یہاں حضرت صاحب کے پاس آیا اُسے اُس وقت روزہ تھا اور دن کا زیادہ حصّہ گزر چکا تھا...... حضرت صاحب نے فرمایا آپ روزہ کھول دیں اس نے عرض کیا کہ اب...... تھوڑا سا دن رہ گیا ہے اب کیا کھولنا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ سینہ زوری سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی ہوتا ہے جب اُس نے فرمایا ہے کہ مسافر روزہ نہ رکھے تو نہیں رکھنا چاہیئے۔ اس پر اس نے روزہ کھول دیا۔“

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۱۷)

حضور کے صحابہؓ کے شاندار نمونے

(۱) بابا کریم بخش صاحب سیالکوٹیؓ نے بیان کیا کہ ”۰۶-۱۹۰۵ء کے جلسہ کا واقعہ ہے کہ مَیں مسجد اقصیٰ میں نماز اَدا کرنے کے لیے آیا اُس وقت مسجد اقصیٰ چھوٹی تھی مَیں نے جوتیوں پر اپنی لوئی بچھادی...... اتنے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی آ گئے اور ہمارے پاس کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے نماز سے فارغ ہونے کے بعد قریب کے مکان والے آریہ نے گالیاں دینا شروع کردیں۔ کیونکہ اس کے مکان کی چھت پر بعض اور دوست نماز پڑھ رہے تھے جب وہ گالیاں دے رہا تھا۔ حضور منبر پر تشریف لے گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے حالات اور لوگوں کے مظالم بیان کرنے شروع کیے جس پر اکثر دوست رونے لگے اسی اثنا میں مَیں کسی کام کے لیے بازار میں اُترا۔ واپسی پر دیکھا کہ بھیڑ زیادہ ہے اتنے میں حضور کے یہ الفاظ میرے کان میں پڑے کہ ”بیٹھ جاؤ“ جو حضور لوگوں کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے مَیں یہ الفاظ سُنتے ہی وہیں بازار میں بیٹھ گیا اور بیٹھے بیٹھے مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچا اور حضور کی تقریر سُنی۔“

(سیرت المہدی حصہ سوئم صفحہ ۱۴۷)

(۲) حضرت خلیفہ اوّلؓ بیان کرتے فرمایا کرتے تھے کہ ”جب مَیں جمّوں کی ملازمت سے فارغ ہوکر بھیرہ آیا تو مَیں نے بھیرہ میں ایک بڑا مکان تعمیر کرانا شروع کیا۔ اور اس کے واسطے کچھ سامانِ عمارت خریدنے کے لیے لاہور آیا۔ لاہور آکر مجھے خیال آیا کہ چلو قادیان بھی ایک دن ہوتے آویں۔ خیر مَیں یہاں آیا۔ حضرت صاحب سے ملا تو حضور نے فرمایا۔ مولوی صاحب اب تو آپ ملازمت سے فارغ ہیں۔ امید ہے...... کچھ دن یہاں ٹھیریں گے مَیں نے عرض کیا ہاں حضور ٹھیروں گا۔ پھر چند دن کے بعد فرمانے لگے مولوی صاحب آپ کو اکیلے تکلیف ہوتی ہوگی اپنے گھر والوں کو بھی یہاں بُلا لیں۔ مَیں نے گھر والوں کو بھیرہ خط لکھ دیا کہ

عمارت بند کرادو اور یہاں چلے آؤ۔ پھر ایک موقعہ پر حضرت صاحب نے مجھے فرمایا۔ مولوی صاحب اب آپ اپنے پچھلے وطن بھیرہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں......فرمایا مَیں دل میں بہت ڈرا کہ یہ تو ہوسکتا ہے کہ مَیں وہاں کبھی نہ جاؤں۔ مگر یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ میرے دل میں بھی بھیرہ کا خیال نہ آوے۔ مگر فرمایا کہ خدا کا ایسا فضل ہؤا کہ آج تک میرے دل میں کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ بھیرہ بھی میرا وطن ہوتا تھا۔'' (سیرت المہدی حصّہ اوّل صفحہ ۱۰۳)

(۳) میاں عبداللہ صاحبؓ مرحوم نے بیان کیا کہ ''مَیں شروع میں حقہ بہت پیا کرتا تھا۔ شیخ حامد علی بھی پیتا تھا۔ کسی دن شیخ حامد علی نے حضرت صاحب سے ذکر کر دیا کہ یہ حقہ بہت پیتا ہے۔ اس کے بعد میں جو صبح کے وقت حضرت صاحب کے پاس گیا اور حضور کے پاؤں دبانے بیٹھا تو آپ نے شیخ حامد علی سے کہا کہ کوئی حقہ اچھی طرح تازہ کر کے لاؤ۔ جب شیخ حامد علی حقہ لایا تو حضور نے مجھ سے فرمایا پیو مَیں شرمایا مگر حضرت صاحب نے فرمایا جب تم پیتے ہو تو شرم کی کیا بات ہے۔ پیو کوئی حرج نہیں مَیں نے بڑی مشکل سے رُک رُک کر ایک گھونٹ پیا پھر حضور نے فرمایا'' میاں عبداللہ مجھے اس سے طبعی نفرت ہے۔'' میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے۔ بس مَیں نے اسی وقت سے حقہ ترک کر دیا۔ اور اس ارشاد کے ساتھ ہی میرے دل میں اس کی نفرت پیدا ہوگئی۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۱۳)

(۴) مولوی شیر علی صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''ایک دفعہ راولپنڈی سے ایک غیر احمدی آیا جو اچھا متموّل آدمی تھا۔ اُس نے حضرت صاحب سے درخواست کی کہ میرا فلاں عزیز بیمار ہے حضور حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو اجازت دیں کہ میرے ساتھ راولپنڈی تشریف لے چلیں اور اس کا علاج کریں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہمیں یقین ہے کہ اگر ہم مولوی صاحب کو یہ بھی کہیں...... کہ آگ میں گھس جاؤ یا پانی میں کُود جاؤ تو اُن کو کوئی عذر نہیں ہوگا۔ لیکن ہمیں بھی تو مولوی صاحب کے آرام کا خیال چاہیئے...... میں راولپنڈی جانے کے لیے نہیں کہہ سکتا۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۸۵)

دین کی راہ میں تکالیف

دُنیا کا دستور ہے کہ ہر سچائی کی مخالفت کی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی حضور کے رشتہ دار ناروا سلوک کرتے جسے حضور اور حضور کے خدّام نہایت صبر سے برداشت کرتے حضور جوشیلے اصحاب کو صبر کی تلقین بھی فرماتے رہے۔ اس کی چند ایک مثالیں ذیل میں

درج کی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت میرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے نے بیان کیا کہ ''......ابتدائی ایام میں قادیان کے لوگوں کی طرف سے جماعت کو سخت تکلیف دی جاتی تھی۔ مرزا امام الدین و مرزا نظام الدین وغیرہ کی انگیخت سے قادیان کی پبلک خصوصاً سکھ سخت ایذارسانی پر تلے ہوئے تھے۔اور صرف باتوں تک ایذارسانی محدود نہ تھی بلکہ دنگا فساد کرنے اور زدوکوب تک نوبت پہنچی ہوئی تھی۔ اگر کوئی احمدی مہاجر بُھولے سے کسی زمیندار کے کھیت میں رفع حاجت کے واسطے چلا جاتا تھا تو وہ بدبخت اُسے مجبور کرتا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنا پاخانہ وہاں سے اُٹھائے۔کئی دفعہ معزز احمدی ان کے ہاتھ سے پٹ جاتے تھے اگر کوئی احمدی ڈھاب میں سے کچھ مٹی لینے لگتا تو یہ لوگ مزدوروں سے ٹوکریاں اور کدالیں چھین کر لے جاتے اور ان کو وہاں سے نکال دیتے تھے اور اگر کوئی سامنے سے بولتا تو گندی اور فحش گالیوں کے علاوہ اُسے مارنے کے واسطے تیار رہو جاتے......مگر آپ ہمیشہ یہی فرماتے کہ صبر کرو۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۴۰)

(۲) حضرت میرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے نے بیان کیا کہ ''جب مولوی عبدالطیف صاحبؓ مرحوم کی شہادت کی خبر آئی تو ایک طرف تو حضرت صاحب کو سخت صدمہ پہنچا کہ ایک مخلص دوست جُدا ہو گیا اور دوسری طرف آپ کو پرلے درجہ کی خوشی ہوئی کہ آپ کے متبعین میں سے ایک شخص نے ایمان واخلاص کا یہ اعلیٰ نمونہ دکھایا کہ سخت سے سخت دُکھ اور مصائب جھیلے اور بالآخر جان دے دی مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۶۵۹)

(۳) مائی حیات بی بی صاحبہ والدہ حافظ محمد شفیع صاحب قاری ساکن سیالکوٹ نے بیان کیا کہ ''مرزا صاحب جب تیسری دفعہ (سیالکوٹ) آئے (تو) لوگوں نے آپ پر گُوڑا ڈالا۔'' نیز حافظ صاحب نے اس موقعہ پر بتلایا کہ ''اس محلّہ کے مولوی حافظ سلطان نے جو میرے اُستاد تھے۔لڑکوں کی جھولیوں میں راکھ ڈلوا کر انہیں چھتوں پر چڑھا دیا اور انہیں سکھایا کہ جب مرزا صاحب گزریں تو یہ راکھ ان پر ڈالنا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا...کیا...۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۶۲۵)

(۴) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں جو گندے اشتہارات گالیوں کے شائع ہوا کرتے تھے ان کو حضور ایک الگ بستے میں رکھتے رہتے تھے چنانچہ ایسے اشتہاروں کا ایک بڑا بستہ بن گیا تھا جو ہمیشہ آپ کے کمرے میں کسی طاق میں یا صندوق میں محفوظ رہتا تھا۔'' (ذکرِ حبیب صفحہ ۴۰)

دینی غیرت

(۱) شیخ یعقوب علی صاحب تراب عرفانیؓ نے بیان کیا کہ ''ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سفر میں تھے اور لاہور کے سٹیشن کے پاس ایک مسجد میں وضو فرما رہے تھے۔ اس وقت پنڈت لیکھرام حضور سے ملنے کے لیے آیا اور آکر سلام کیا مگر حضرت صاحب نے کچھ جواب نہیں دیا۔ اس نے اس خیال سے کہ شاید آپ نے سُنا نہیں دوسری طرف سے ہو کر پھر سلام کہا۔ مگر آپ نے پھر بھی توجہ نہیں کی اس کے بعد حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ حضور! پنڈت لیکھرام نے سلام کیا تھا۔ آپ نے فرمایا ''ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۸۱)

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ، نے بیان کیا کہ ''جب دسمبر ۱۹۰۷ء میں آریوں نے وچھووالی لاہور میں جلسہ کیا اور دوسروں کو بھی دعوت دی تو حضرت صاحب نے بھی ان کی درخواست پر ایک مضمون لکھ کر حضرت مولوی صاحب خلیفہ اوّل کی امارت میں اپنی جماعت کے چند آدمیوں کو لاہور شرکت کے لیے بھیجا مگر آریوں نے خلاف وعدہ اپنے مضمون میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سخت بدزبانی سے کام لیا اس کی رپورٹ جب حضرت صاحب کو پہنچی تو حضرت صاحب اپنی جماعت پر سخت ناراض ہوئے کہ ہماری جماعت کے لوگ اس مجلس سے کیوں نہ اُٹھ آئے اور فرمایا کہ یہ پرلے درجہ کی بے غیرتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک مجلس میں بُرا کہا جاوے اور ایک مسلمان وہاں بیٹھا رہے اور غصّہ سے آپ کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور آپ سخت ناراض ہوئے کہ کیوں ہمارے آدمیوں نے غیرت دینی سے کام نہ لیا۔ جب انہوں نے بدزبانی شروع کی تھی تو فوراً اس مجلس سے اُٹھ آنا چاہیئے تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ، نے بیان کیا کہ مَیں اس وقت اُٹھنے بھی لگا تھا۔ مگر پھر مولوی صاحب کی وجہ سے ٹھہر گیا۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۹۶)

مہمان نوازی

(۱) میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ نے بیان کیا کہ ''ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیت الفکر میں ...... لیٹے ہوئے تھے اور مَیں پاؤں دبا رہا تھا کہ حجرہ کی کھڑکی پر لالہ شرمپت یا شاید لالہ ملاوامل نے دستک دی۔ مَیں اُٹھ کر کھڑکی کھولنے لگا۔ مگر حضرت صاحب نے بڑی جلدی اُٹھ کر تیزی سے جا کر مجھ سے پہلے زنجیر کھول دی اور پھر اپنی جگہ جا کر بیٹھ گئے اور فرمایا

آپ ہمارے مہمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مہمان کا اکرام کرنا چاہیئے۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ۸۹)

(۲) قاضی محمد یوسف صاحب پشاوریؓ سے روایت ہے کہ ''ایک دفعہ میں اور عبدالرحیم خان صاحبؓ ...... مسجد مبارک میں کھانا کھا رہے تھے جو حضرت صاحب کے گھر سے آیا تھا۔ ناگاہ میری نظر کھانے میں ایک مکھی پر پڑی ...... مَیں نے کھانا ترک کر دیا۔ اس پر ''حضرت (صاحب) کے گھر کی ایک خادمہ کھانا اُٹھا کر واپس لے گئی ...... حضرت اقدس اندرونِ خانہ کھانا تناول فرمارہے تھے۔ خادمہ نے حضرت صاحب سے یہ ماجرا عرض کر دیا حضرت نے فوراً اپنے سامنے کا کھانا اُٹھا کر اس خادمہ کے حوالہ کر دیا کہ یہ لے جاؤ اور اپنے ہاتھ کا نوالہ بھی برتن میں چھوڑ دیا وہ خادمہ خوشی خوشی ہمارے پاس وہ کھانا لائی اور کہا کہ لو حضرت صاحب نے اپنا تبرّک دے دیا ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۳۶)

(۳) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ سے مروی ہے کہ ''مولوی محمد علی صاحب ایم اے ...... کے لیے خود حضرت اقدس صبح کے وقت گلاس میں دودھ ڈال کر اور پھر اس میں مصری حل کر کے خاص اہتمام سے بھجوایا کرتے تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۷۷)

(۴) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ سے روایت ہے کہ ''ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ معہ کچھ ناشتہ ان سے ملنے کے لیے مسجد میں تشریف لائے ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں۔ آپ نے فرمایا سفر میں روزہ ٹھیک نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ان کو ناشتہ کروا کے اُن کے روزے تڑوا دیئے۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۷۸)

(۵) حافظ نبی بخش صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''ایک دفعہ میں قادیان آیا تو ان ایّام میں ایک چھوٹی چارپائی بیت الفکر میں موجود رہتی تھی اور کمرہ میں قہوہ تیار رہتا اور پاس ہی مصری موجود ہوتی تھی۔ میں جتنی دفعہ دِن میں چاہتا قہوہ پی لیتا۔ حضور فرماتے ''اور پیو اور پیو۔''

(سیرت المہدی حصہ سوئم صفحہ ۵۴۴)

(۶) خواجہ عبدالرحمٰن صاحبؓ ساکن کشمیر نے روایت کی کہ ''ان کے والد صاحب نے بیان کیا کہ ''ابتدا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر ایک ہی دسترخوان پر جملہ اصحاب کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرماتے تھے اس صورت میں کشمیری اصحاب کو بھی اسی مقدار میں کھانا ملتا تھا جتنا کہ دیگر اصحاب کو۔ اس پر ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھانے کے منتظم کو حکم دیا کہ

کشمیر کے لوگ زیادہ کھانے کے عادی ہوتے ہیں ان کو بہت کھانا دیا کرو۔ اس پر ہم کو زیادہ کھانا ملنے لگا۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۸۲۴)

(۷) سیٹھی غلام نبی صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''......ایک دفعہ مَیں بمعہ اہل و عیال قادیان آیا...... اور حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے مکان میں رہتا تھا۔ قریباً بارہ بجے رات کا وقت ہوگا کہ کسی نے دستک دی مَیں جب باہر آیا تو دیکھا کہ حضور ایک ہاتھ میں لوٹا اور گلاس اور ایک ہاتھ میں لیمپ لیے کھڑے ہیں فرمانے لگے کہ کہیں سے دودھ آ گیا تھا مَیں نے خیال کیا کہ بھائی صاحب کو بھی دے آؤں۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۸۶۸)

(۸) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''ایک شب کا ذکر ہے کہ کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لیے حضرت ام المؤمنینؓ حیران ہو رہی تھیں کہ......ان کو کہاں ٹھیرایا جائے اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے پرندوں کا ایک قصہ سُنایا...... اور فرمایا:- دیکھو ایک دفعہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہوگئی۔ رات اندھیری تھی قریب کوئی بستی اُسے دکھائی نہ دی اور نہ وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے واسطے بیٹھ رہا۔ اس درخت کے اوپر ایک پرند کا آشیانہ تھا۔ پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا کہ دیکھو یہ مسافر جو ہمارے آشیانہ کے نیچے زمین پر آ بیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں مادہ نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور ہر دو نے مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ ٹھنڈی رات ہے اور اس ہمارے مہمان کو آگ تاپنے کی ضرورت ہے اور تو کچھ ہمارے پاس نہیں۔ ہم اپنا آشیانہ ہی توڑ کر نیچے پھینک دیں تاکہ وہ اُن لکڑیوں کو جلا کر آگ تاپ لے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور سارا آشیانہ تنکا تنکا کر کے نیچے پھینک دیا۔ اس کو مسافر نے غنیمت جانا اور اُن سب لکڑیوں اور تنکوں کو جمع کر کے آگ جلائی اور تاپنے لگا۔ تب درخت پر اس پرندوں کے جوڑے نے پھر مشورہ کیا کہ آگ تو ہم نے اپنے مہمان کو بہم پہنچائی اور اُس کے واسطے سینکنے کا سامان مہیّا کیا۔ اب ہمیں چاہیئے کہ اُسے کچھ کھانے کو بھی دیں اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں ہم خود ہی اُس آگ میں جا گریں۔ اور مسافر ہمیں بُھون کر ہمارا گوشت کھا لے چنانچہ ان پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔'' (ذکرِ حبیب صفحہ ۸۶)

(۹) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''اوائل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مدّتوں دونوں وقت کا کھانا مہمانوں کے ہمراہ باہر کھایا کرتے تھے......کبھی مولوی عبدالکریم

صاحب مرحوم کھانا کھاتے ہوئے کہتے کہ اس وقت اچار کو دل چاہتا ہے اور کسی ملازم کی طرف اشارہ کرتے۔ تو حضور فوراً دسترخوان سے اُٹھ کر بیت الفکر کی کھڑکی میں سے اندر چلے جاتے اور اچار لے آتے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۷۹۹)

(۱۰) سیٹھی غلام نبی صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''جب میں پہلے پہل قادیان گیا...... (حضرت مسیح موعود علیہ السلام بالا خانہ میں تھے)......مَیں نے جا کر السلام علیکم عرض کیا حضرت صاحب نے سلام کا جواب دیا اور مصافحہ کر کے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ...... میں چارپائی پر بیٹھ گیا۔ حضرت جی نے صندوق کھولا اور مصری نکال کر گلاس میں ڈالی اور پانی ڈال کر قلم سے ہلا کر آپ نے دستِ مبارک سے یہ شربت کا گلاس مجھے دیا اور فرمایا کہ آپ گرمی میں آئے ہیں یہ شربت پی لیں۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم ۸۶۸)

دوستوں سے سلوک

(۱) مولوی شیر علی صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''یُوں تو حضرت صاحب اپنے سارے خدّام سے ہی بہت محبت رکھتے تھے لیکن میں یہ محسوس کرتا تھا کہ آپ کو مفتی صاحب سے خاص محبت ہے جب کبھی آپ مفتی صاحب کا ذکر فرماتے تو فرماتے ''ہمارے مفتی صاحب'' اور جب مفتی صاحب لاہور سے قادیان آیا کرتے تھے تو حضرت صاحب ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۳۰۲)

(۲) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''مولوی عبداللطیف صاحب شہید کی شہادت کے بعد ان کا کوئی مریدان کے کچھ بال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس قادیان لایا۔ آپ نے وہ بال ایک کھلے مُنہ کی چھوٹی بوتل میں ڈال کر اور اس کے اندر کچھ مشک رکھ کر اس بوتل کو سربمُہر کر دیا۔ اور پھر اس شیشی میں تاگہ باندھ کر اسے اپنی بیت الدّعا کی ایک کھونٹی سے لٹکا دیا۔ اور یہ سارا عمل آپ نے ایسے طور پر کیا کہ گویا ان بالوں کو آپ ایک تبرّک خیال فرماتے تھے اور نیز بیت الدعا میں اس غرض سے لٹکائے گئے ہونگے کہ دُعا کی تحریک رہے۔''

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۶۸)

(۳) سیٹھی غلام نبی صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''جب آئینہ کمالاتِ اسلام چھپ رہی تھی تو ان دنوں میں مَیں قادیان آیا اور جب میں جانے لگا تو وہ اسّی صفحہ تک چھپ چکی تھی۔ مَیں نے اس حصہ کتاب کو ساتھ لے جانے کے لیے عرض کیا اس پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم

نے اعتراض کیا کہ جب تک کتاب مکمّل نہ ہو دی نہیں جا سکتی۔ تب حضور نے فرمایا جتنی چھپ چکی ہے میاں غلام نبی صاحب کو دے دو اور لکھ لو کہ پھر اور بھیج دی جائے گی۔ اور مجھے فرمایا کہ اس کو مشتہر نہ کرنا۔ جب تک کہ مکمّل نہ ہو جائے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۴۸۷)

(۴) حافظ نبی بخش صاحبؓ ساکن فیض اللہ چک نے بیان کیا کہ ''میرا لڑکا عبدالرحمٰن ہائی اسکول میں تعلیم پاتا تھا وہ......فوت ہو گیا...... مجھے اطلاع ملی تو قادیان آیا اور حضرت مولوی نورالدین صاحب سے نماز جنازہ پڑھائی اور اس سے فارغ ہو کر میں واپس فیض اللہ چک چلا گیا۔ پھر میں آئندہ جمعہ کے دن قادیان آیا......مسجد مبارک میں گیا۔ جب حضور کی نظرِ شفقت مجھ پر پڑی تو حضور نے فرمایا آگے آ جاؤ......حضور کا فرمانا تھا کہ سب نے میرے لیے رستہ دے دیا۔ حضور نے میرے بیٹھتے ہی محبت کے انداز میں فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنے بچّہ کی موت پر بہت صبر کیا ہے۔ مَیں نعم البدل کے لیے دُعا کروں گا۔ چنانچہ اس دُعائے نعم البدل کے نتیجہ میں خدا نے مجھے ایک اور بچّہ دیا......'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۰۱)

(۵) مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ''ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آیا اور میری والدہ صاحبہ مرحومہ بھی میرے ساتھ تھیں جو بھیرے سے حضرت صاحب کی بیعت کے لیے تشریف لائی تھیں اور اسی سال انہوں نے حضرت صاحب کی بیعت کی تھی جب ہم واپس ہونے لگے تو حضرت صاحب ہمارے یکّہ پر سوار ہونے کی جگہ تک ساتھ تشریف لائے اور ہمارے لیے کھانا منگوایا کہ ہم ساتھ لے جائیں وہ کھانا لنگر والوں نے کسی کپڑے میں باندھ کر نہ بھیجا تھا تب حضرت صاحب نے اپنے عمامہ میں سے قریب ایک گز لمبا کپڑا پھاڑ کر اس میں روٹی کو باندھ دیا۔'' (ذکرِ حبیب صفحہ ۴۵)

تحفہ کا شکریّہ

(۱) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''حضرت صاحب کے لیے جب کوئی شخص تحفہ لاتا تو آپ بہت شکر گزار ہوتے تھے۔ اور گھر میں بھی اس کے اخلاص کے متعلق ذکر فرمایا کرتے اور اظہار کیا کرتے تھے کہ فلاں شخص نے یہ چیز بھیجی ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۷۱۳)

دشمنوں سے سلوک

(۱) حضرت ام المؤمنینؓ سے روایت ہے کہ ''ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب کو سخت بخار ہوا۔ جس کا دماغ پر بھی اثر تھا۔ اس وقت کوئی اور طبیب یہاں نہیں تھا۔ مرزا نظام الدین صاحب

کے عزیزوں نے حضرت کو اطلاع دی اور آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے۔ اور مناسب علاج کیا...... جس سے فائدہ ہوگیا۔ اس وقت باہمی سخت مخالفت تھی۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۱۱)

(۲) مولوی شیر علی صاحبؓ نے بیان کیا کہ ’’مارٹن کلارک مقدمہ میں ایک شخص مولوی فضل الدین لاہوری حضور کی طرف سے وکیل تھا یہ شخص غیر احمدی تھا...... جب مولوی محمد حسین بٹالوی حضرت صاحب کے خلاف شہادت میں پیش ہوا تو مولوی فضل الدین نے حضرت صاحب سے پُوچھا کہ اگر اجازت ہو تو مَیں مولوی محمد حسین صاحب کے حسب و نسب کے متعلق کوئی سوال[1] کروں حضرت صاحب نے سختی سے منع فرمایا کہ مَیں اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا اور فرمایا لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الجَھْرَ بِالسُّوْءِ ......اُس پر اس بات کا بڑا اثر ہوا تھا۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۴۸)

خیرات

(۱) مولوی عبدالکریم صاحبؓ مرحوم سے روایت ہے کہ ’’ایک دفعہ جب حضرت صاحب باہر سے اندرونِ خانہ تشریف لے جارہے تھے کسی فقیر نے آپ سے کچھ سوال کیا مگر اس وقت لوگوں کی باتوں میں آپ فقیر کی آواز کو صاف طور پر سُن نہیں سکے تھوڑی دیر کے بعد آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ کسی فقیر نے سوال کیا تھا وہ کہاں ہے لوگوں نے اُسے تلاش کیا مگر نہ پایا لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ فقیر خود بخود آ گیا اور آپ نے اسے کچھ نقدی دے دی۔ اس وقت آپ محسوس کرتے تھے کہ گویا آپ کی طبیعت پر سے ایک بھاری بوجھ اُٹھ گیا ہے اور آپ نے فرمایا کہ مَیں نے دُعا بھی کی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ اس فقیر کو واپس لاوے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۹۸)

(۲) مائی حیات بی بی صاحبہ والدہ حافظ محمد شفیع صاحب قاری نے بیان کیا کہ ’’...... جب آپ پہلے پہلے سیالکوٹ تشریف لائے اور یہاں ملازمت کے زمانہ میں رہے تو ...... جو تنخواہ مرزا صاحب لاتے محلّہ کی بیوگان اور محتاجوں کو تقسیم کر دیتے۔ کپڑے بنوا دیتے یا نقد دے دیتے۔ اور صرف کھانے کا خرچ رکھ لیتے تھے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۶۲۵)

دیانتداری

(۱) میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ نے بیان کیا کہ ’’ایک دفعہ حضرت صاحب قادیان کے

---

[1] مولوی محمد حسین بٹالوی کے نسب میں بعض معیوب باتیں سمجھی جاتی تھیں۔ واللہ اعلم۔ جن کو وکیل اپنے سوال سے ظاہر کرنا چاہتا تھا مگر حضرت صاحب نے روک دیا دراصل حضرت صاحب اپنے ہاتھ سے کسی دشمن کی بھی ذلّت نہیں چاہتے تھے۔ ہاں جب خدا کی طرف سے کسی کی ذلّت کا سامان پیدا ہوتا تھا تو وہ ایک نشانِ الٰہی ہوتا تھا جسے آپ ظاہر فرماتے تھے۔ منہٗ

شمالی جانب سیر کے لیے تشریف لے گئے میں اور شیخ حامد علی (صاحب) ساتھ تھے راستہ پر ایک کھیت کے کنارے ایک چھوٹی سی بیری تھی اور اسے بیر لگے ہوئے تھے اور ایک بڑا عمدہ پکا ہوا لال بیر راستہ میں گرا ہوا تھا میں نے چلتے چلتے اُسے اُٹھا لیا اور کھانے لگا۔ حضرت صاحب نے فرمایا نہ کھاؤ اور وہیں رکھ دو آخر یہ کسی کی ملکیّت ہے میاں صاحب موصوف بیان کرتے کہ اس دن سے آج تک مَیں نے کسی بیری کے بیر بغیر اجازت مالک اراضی کے نہیں کھائے کیونکہ جب میں کسی بیری کی طرف دیکھتا ہوں تو مجھے یہ بات یاد آجاتی ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۱۴)

بدظنّی سے بچو

(۱) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بندہ کو چاہیئے کہ ہمیشہ اپنے خدا پر نیک ظن رکھے۔ تمام غلط عقائد کی جڑ اللہ تعالیٰ پر بدظنّی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے ذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰیکُمْ. یعنی اے کافرو! تم نے جو بدظنّی خدا پر کی اُسی نے تم کو ہلاک کیا۔ اسی طرح حدیث شریف میں آیا ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس طرح میرا بندہ میرے متعلق گمان کرتا ہے میں اُس کے ساتھ اُسی طرح کا سلوک کرتا ہوں۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۷۸۴)

عام مخلوق پر رحم

(۱) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''ایک دفعہ میاں (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) دالان کے دروازے بند کر کے چڑیاں پکڑ رہے تھے کہ حضرت صاحب نے جمعہ کی نماز کے لیے باہر جاتے ہوئے ان کو دیکھ لیا اور فرمایا۔ میاں گھر کی چڑیاں نہیں پکڑا کرتے جس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۷۸)

(۲) خواجہ عبدالرحمٰن صاحبؓ متوطن کشمیر سے روایت ہے کہ ''ایک دفعہ بڑا موٹا کتّا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں گھس آیا اور ہم بچّوں نے اُسے دروازے بند کر کے مارنا چاہا۔ لیکن جب کتّے نے شور مچایا تو حضرت صاحب کو بھی پتہ لگ گیا اور آپ ہم پر ناراض ہوئے چنانچہ ہم نے دروازے کھول کر کتّے کو چھوڑ دیا۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۴۱)

''بچہ کو ہر وقت کسی نہ کسی کام میں لگائے رکھنا چاہیئے''

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ ۱۱ مارچ ۱۹۳۹ء)

(۳) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ’’ایک دفعہ حضور سے کسی بچّہ نے پوچھا کہ کیا طوطا حلال ہے مطلب یہ تھا کہ کیا ہم طوطا کھانے کے لیے مار لیا کریں۔ حضور نے فرمایا میاں حلال تو ہے مگر کیا سب جانور کھانے کے لیے ہی ہوتے ہیں؟ مطلب یہ تھا کہ خدا نے سب جانور صرف کھانے ہی کے لیے پیدا نہیں کیے۔ بلکہ بعض دیکھنے کے لیے اور دُنیا کی زینت اور خوبصورتی کے لیے بھی پیدا کیے ہیں۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۴۸۵)

اپنے ہاتھ سے کام کرنا

(۱) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گھر کا کوئی کام کرنے سے کبھی عار نہ تھی۔ چارپائیاں خود بچھا لیتے تھے فرش کر لیتے تھے۔ بستر ہ کرلیا کرتے تھے۔ کبھی یکدم بارش آجاتی تو چھوٹے بچے تو چارپائیوں پر سوتے رہتے۔ حضور ایک طرف سے خود اُن کی چارپائیاں پکڑتے دوسری طرف سے کوئی اور شخص پکڑتا اور اندر برآمدہ میں کروا لیتے اگر کوئی شخص ایسے موقعہ پر یا صبح کے وقت بچوں کو جھنجھوڑ کر جگانا چاہتا تو حضور منع کرتے اور فرماتے کہ اس طرح یکدم ہلانے اور چیخنے سے بچّہ ڈر جاتا ہے۔ آہستہ سے آواز دیکر اُٹھاؤ۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۵۹)

(۲) میاں فیاض علی صاحب کپورتھلویؓ نے بیان کیا کہ ’’......حضرت اقدس دستِ مبارک سے زنانہ مکان سے کھانا لے آتے تھے اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر تناول فرماتے تھے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۶۲۷)

صفائی

(۱) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ’’حضرت صاحب مسواک بہت پسند فرماتے تھے۔ تازہ کیکر کی مسواک کیا کرتے تھے۔......وضو کے وقت صرف اُنگلی سے ہی مسواک کر لیا کرتے تھے مسواک کئی دفعہ کہہ کر مجھ سے بھی منگائی ہے اور دیگر خادموں سے بھی منگوالیا کرتے تھے اور بعض اوقات نماز اور وضو کے وقت کے علاوہ بھی استعمال کرتے تھے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۶۳۹)

(۲) ڈاکٹر صاحبؓ موصوف ہی بیان کرتے ہیں کہ ’’مَیں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُترے ہوئے کپڑوں کو ناک کے ساتھ لگا کر سونگھا ہے مجھے کبھی بھی ان میں پسینہ کی بُو نہیں آئی......‘‘

(یعنی غیر معمولی صفائی اور طہارت کی وجہ سے۔ ناقل) (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۲۶)

(۳) خواجہ عبدالرحمٰن صاحبؓ متوطن کشمیر نے بیان کیا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں جب رفع حاجت کے لیے پاخانہ میں جاتے تو پانی کا لوٹا لازماً ساتھ لے جاتے تھے اور اندر طہارت کرنے کے علاوہ پاخانہ سے باہر آ کر بھی ہاتھ صاف کرتے تھے۔'' نیز حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ نے بیان کیا کہ ''حضرت صاحب کا طریق تھا کہ طہارت سے فارغ ہو کر ایک دفعہ سادہ پانی سے ہاتھ دھوتے تھے اور پھر مٹّی مل کر دوبارہ صاف کرتے تھے۔''

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۸۴۱)

سادگی

(۱) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''مجھے پچیّس سال تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عادات واطوار اور شمائل کو بغور دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ گھر میں بھی اور باہر بھی مَیں نے اپنی ساری عمر میں آج تک کامل طور پر تصنّع سے خالی سوائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی کو نہیں دیکھا۔ حضور کے کسی قول یا فعل یا حرکت وسکون میں بناوٹ کا شائبہ تک بھی مَیں نے کبھی محسوس نہیں کیا۔''

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۳۰)

(۲) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کبھی کبھی گھر میں ننگے پیر بھی پھر لیتے تھے۔ خصوصاً اگر پختہ فرش ہوتا تھا تو بعض اوقات ننگے پاؤں ٹہلتے بھی رہتے تھے اور تصنیف بھی کرتے جاتے تھے۔''

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۸۱۹)

(۳) منشی عبدالعزیز صاحب اوجلویؓ نے بیان کیا کہ ''ایک مرتبہ...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آج ہم باغ کی طرف سیر کے لیے جائیں گے۔ چنانچہ اسی وقت چل پڑے۔ باغ میں دو چار پائیاں بچھی ہوئی تھیں۔ باغ کے رکھوالے دو بڑے ٹوکرے شہتوتوں سے بھرے ہوئے لائے اور حضور کے سامنے رکھ دیئے سب دوست چار پائیوں پر بیٹھ گئے بے تکلّفی کا یہ عالم تھا کہ حضور پائنتی کی طرف بیٹھے ہوئے تھے اور دوست سرہانے کی طرف سب دوست شہتوت کھانے لگے۔''

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۶۰۶)

(۴) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''ایک دِن سخت گرمی کے موسم میں چند احباب دوپہر کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں اندر حاضر ہوئے جہاں حضور تصنیف کا کام کر رہے تھے پنکھا بھی اس کمرہ میں نہ تھا۔ بعض دوستوں نے عرض کیا کہ حضور کم از کم پنکھا تو لگوا لیں تا کہ اس سخت گرمی میں حضور کو کچھ آرام تو ہو۔ حضور نے فرمایا کہ اس

کا یہی نتیجہ ہوگا کہ تا کہ آدمی کو نیند آنے لگے اور وہ کام نہ کر سکے۔ ہم تو وہاں کام کرنا چاہتے ہیں جہاں گرمی کے مارے لوگوں کا تیل نکلتا ہو۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۹۷)

(۵) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام معہ چند خدّام کے باوا صاحب کا چولہ دیکھنے کے لیے ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے تو وہاں ایک بڑ کے درخت کے نیچے کچھ کپڑے بچھا کر جماعت کے لوگوں معہ حضور کے بیٹھ گئے۔ مولوی محمد احسن صاحب بھی ہمراہ تھے۔ گاؤں کے لوگ حضور کی خبر سُن کر وہاں جمع ہونے لگے تو ان میں سے چند آدمی جو پہلے آئے تھے مولوی محمد احسن صاحب کو مسیح موعود خیال کر کے ان کے ساتھ مصافحہ کر کے بیٹھ گئے۔ تین چار آدمیوں کے مصافحہ کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ ان کو دھوکا ہوا ہے۔ اس کے بعد مولوی محمد احسن صاحب ہر ایسے شخص کو جو ان کے ساتھ مصافحہ کرتا تھا حضور کی طرف متوجہ کر دیتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ ہیں۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۹۸)

نوٹ: بعض اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بھی ایسا دھوکا لگ جاتا تھا۔ چونکہ انبیاء کی مجلس بالکل سادہ اور ہر قسم کے تکلّفات سے پاک ہوتی ہے اور سب لوگ محبت کے ساتھ باہم مِلے جُلے بیٹھے رہتے ہیں اس لیے اجنبی آدمی بعض اوقات عارضی طور پر دھوکا کھا جاتا ہے۔ (ناقل)

(۶) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''وہ کتابیں جو اکثر حضرت صاحب کی زیرِ نظر رہتی تھیں۔ نیز تصنیف کے تمام کاغذات بستوں میں بندھے رہتے تھے۔ ایک ایک وقت میں اس قسم کے تین تین بستے جمع ہو جاتے تھے عموماً دو بستے تو ضرور رہتے تھے۔ یہ بستے سِلے ہوئے نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ صرف ایک چورس کپڑا ہوتا تھا۔ جس میں کاغذ اور کتابیں رکھ کر دونوں طرف سے گانٹھیں دے لیا کرتے تھے۔ تصنیف کے وقت آپ کا سارا دفتر آپ کا پلنگ ہوتا تھا۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۶۹۸)

مزاح

انبیاء علیہم السلام کو روحانی اوصاف کے علاوہ دنیاوی خوبیوں سے بھی ایک وافر حصہ ملتا ہے گویا وہ ہر لحاظ سے اپنے متبعین کے لیے نمونہ ہوتے ہیں۔ انہیں خوبیوں میں سے ایک مزاح کی خوبی ہے جس کی وجہ سے لوگوں میں زندہ دلی قائم رہتی ہے اور اُن کی روحوں میں بشاشت پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی احادیث میں ذکر ہے کہ ''کَانَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلْعَمَ یُمَازِحُ وَلَا یَقُوْلُ اِلَّا الْحَقَّ.'' یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مزاح کیا کرتے تھے مگر مزاح میں حق بات ہی کہتے یہ نہیں کہ تہذیب کو خیر باد کہہ کر تمسخر و استہزاء کا طریق اختیار کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت میں بھی ہمیں ہنسی دل لگی اور مزاح کی مثالیں ملتی ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:-

(۱) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''بعض اوقات حضور علیہ السلام کسی ہنسی کی بات پر ہنستے تھے اور خوب ہنستے تھے یہاں تک میں نے دیکھا ہے کہ ہنسی کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا جسے آپ اُنگلی یا کپڑے سے پونچھ دیتے تھے۔ مگر آپ کبھی بیہودہ بات یا تمسخر یا استہزاء والی بات پر نہیں ہنستے تھے بلکہ اگر ایسی بات کوئی آپ کے سامنے کرتا تو منع کر دیتے تھے۔ چنانچہ میں نے ایک دفعہ ایک تمسخر کا نامناسب فقرہ کسی سے کہا۔ آپ پاس ہی چارپائی پر لیٹے تھے۔ ہُوں ہُوں کر کے منع کرتے ہوئے اُٹھ بیٹھے اور فرمایا ''یہ گناہ کی بات ہے......''۔ (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۸۸)

(۲) حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے نے بیان کیا کہ ''ایک دفعہ جب میں ابھی بچہ تھا ہماری والدہ صاحبہ یعنی حضرت امّ المؤمنینؓ نے مجھ سے مزاح کے رنگ میں بعض پنجابی الفاظ بتا کر اُن کے اردو مترادف پوچھنے شروع کیے۔ اس وقت میں یہ سمجھتا تھا کہ شائد حرکت کے لمبا کرنے سے ایک پنجابی لفظ اُردو بن جاتا ہے۔ اس خود ساختہ اصول کے ماتحت میں جب اُوٹ پٹانگ جواب دیتا تھا تو والدہ صاحبہ بہت ہنستی تھیں اور حضرت صاحب بھی پاس کھڑے ہوئے ہنستے جاتے تھے۔ اسی طرح حضرت صاحب نے بھی مجھ سے ایک دو پنجابی الفاظ بتا کر اُن کی اُردو پوچھی اور پھر میرے جواب پر بہت ہنسے۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ اس وقت میں نے ''کتّا'' کی اردو ''کوتا'' بتایا تھا اور اس پر حضرت صاحب بہت ہنستے تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۸۸)

(۳) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے بیان کیا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت بامذاق طبیعت رکھتے تھے اور بعض اوقات تو خود ابتداء مزاح کے طور پر کلام فرماتے تھے۔''

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۴۷)

(۴) حضرت میرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے نے بیان کیا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہمارے گھر میں ایک خادمہ عورت رہتی تھی جس کا نام ''مہرو'' تھا۔ وہ بیچاری ایک گاؤں کی رہنے والی تھی اور ان الفاظ کو نہ سمجھتی تھی جو ذرا زیادہ ترقی یافتہ تمدن میں مستعمل ہوتے ہیں چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے اسے فرمایا کہ ایک خلال لاؤ وہ جھٹ گئی اور

ایک پتھر کا ادویہ کوٹنے والا کھرل اُٹھالائی جسے دیکھ کر حضرت صاحب بہت ہنسے اور ہماری والدہ صاحبہ (یعنی حضرت امّ المؤمنینؓ) سے ہنستے ہوئے فرمایا کہ دیکھو کہ مَیں نے اس سے خلال مانگا تھا اور یہ کیا لے آئی ہے۔ اسی عورت کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ میاں غلام محمد کاتب امرتسری نے دروازہ پر دستک دی اور کہا کہ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کرو کہ کاتب آیا ہے۔ یہ پیغام لے کر وہ حضرت صاحب کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ حضور قاتل دروازے پر کھڑا ہے اور بُلا تا ہے۔ حضرت صاحب بہت ہنسے۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۴۸)

(۵) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے بیان کیا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کبھی کبھی اپنے بچّوں کو پیار سے چھیڑا بھی کرتے تھے اور وہ اس طرح سے کہ کبھی بچّہ کا پہنچہ پکڑ لیا۔ اور کوئی بات نہ کی خاموش ہو رہے یا بچّہ لیٹا ہوا ہو تو اس کا پاؤں پکڑ کر اس کے تلوے کو سہلانے لگے (نیز حضرت میرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے نے بیان کیا کہ یہ پُہنچے پکڑ کر خاموش ہو جانے کا واقعہ میرے ساتھ بھی کئی دفعہ گزرا ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۳۱)

(۶) حافظ نور محمد صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''ایک دفعہ جب مَیں اور حافظ نبی بخش صاحب حضرت صاحب کی ملاقات کے لیے گئے تو آپ نے عشاء کے بعد حافظ نبی بخش صاحب سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ''میاں نبی بخش آپ کہاں لیٹیں گے؟ میاں نور محمد تو لحد کی مشق کر رہے ہیں!'' بات یہ تھی کہ اس وقت میں جہاں لیٹا ہوا تھا میرے نیچے ایک ٹکڑا سرکنڈے کا پڑا تھا جو قدِ آدم لمبا تھا۔ اسے دیکھ کر آپ نے بطور مزاح ایسا فرمایا کیونکہ دستور ہے کہ مردہ کو کسی سرکنڈے سے ناپ کر لحد کو اس کے مطابق درست کیا کرتے ہیں۔''

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۴۷)

دوسروں کی انتہائی دلداری اور انکی دل شکنی سے بچنا

(۱) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے بیان کیا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق میں بعض باتیں خاص طور پر نمایاں تھیں اور ان میں سے ایک یہ تھی کہ آپ کبھی کسی کی دلشکنی کو پسند نہیں فرماتے تھے اور اس سے بہت ہی بچتے تھے۔ اور دوسروں کو بھی منع فرماتے تھے۔ نیز حضرت میرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''آپ کی سیرت کا یہ ایک خاص نمایاں پہلو تھا کہ حتی الوسع دوسروں کی انتہائی دلداری فرماتے اور دلشکنی سے بچتے تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۰۰)

(۲) سیّد محمد علی شاہ صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''ایک مرتبہ میرے ایک شاگرد نے مجھے شیشم کی

ایک چھڑی بطور تحفہ دی مَیں نے خیال کیا کہ مَیں اس چھڑی کو حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کروں گا۔ چنانچہ خاکسار نے قادیان پہنچ کر بوقت صبح جبکہ حضور سیر سے واپس تشریف لائے وہ چھڑی پیش کر دی حضور کے دستِ مبارک کی چھڑی میری پیش کردہ چھڑی سے بدرجہا خوبصورت ونفیس تھی لہٰذا مجھے اپنی کوتہ خیالی سے یہ خیال گذرا کہ شائد میری چھڑی قبولیت کا شرف حاصل نہ کر سکے۔ مگر حضور نے کمال شفقت سے اُسے قبول فرما کر دُعا کی۔ بعدازاں تین چار روز حضور علیہ السلام میری چھڑی کو لیکر سیر کو تشریف لے جاتے تھے جسے دیکھ کر میرے دل کو تسکین واطمینان حاصل ہوا............۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۴۹)

(۳) منشی عبدالعزیز صاحب اوجلویؓ نے بیان کیا کہ ''ایک روز کا واقعہ ہے کہ ایک دودھ کا بھرا ہوا لوٹا حضور کے سرہانے رکھا ہوا تھا خاکسار نے اسے پانی سمجھ کر ہلا کر جیسے لوٹے کو دھوتے وقت کرتے ہیں پھینک دیا جب مجھے معلوم ہوا کہ یہ دودھ تھا تو مجھے سخت ندامت ہوئی۔ لیکن حضور نے بڑی نرمی اور دلجوئی سے فرمایا اور بار بار فرمایا کہ بہت اچھا ہوا کہ آپ نے اسے پھینک دیا۔ یہ دودھ اب خراب ہو چکا تھا۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۶۷)

(۴) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''ابتدائی ایّام کا ذکر ہے کہ والد بزرگوار (یعنی حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ مرحوم) نے اپنا ایک بانات کا کوٹ جو مستعمل تھا ہمارے خالہ زاد بھائی سیّد محمد سعید کو جوان دنوں میں قادیان میں تھا کسی خادم عورت کے ہاتھ بطور ہدیہ بھیجا۔ محمد سعید نے نہایت حقارت سے وہ کوٹ واپس کر دیا اور کہا کہ مَیں مستعمل کپڑا نہیں پہنتا۔ جب وہ خادمہ یہ کوٹ واپس لا رہی تھی راستہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے اس نے جواب دیا کہ میر صاحب نے یہ کوٹ محمد سعید کو بھیجا تھا مگر اس نے واپس کر دیا ہے کہ مَیں اُترا ہوا کپڑا نہیں پہنتا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس سے میر صاحب کی دلشکنی ہوگی تم یہ کوٹ ہمیں دے جاؤ ہم پہنیں گے اور ان سے کہہ دینا کہ مَیں نے رکھ لیا ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۳۲)

(۵) ماسٹر اللہ دتا صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''ایک دفعہ لاہور احمدیہ بلڈنگس میں حضور تشریف فرما تھے کہ شرقپور بھینی سے ایک ضعیف العمر ناتواں شخص مستقیم نام حضور کی خدمت میں زیارت

''نماز اور پھر باجماعت نماز اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں میں سے ایک فضل ہے''

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ ۲۳؍اپریل ۱۹۴۱ء)

کے لیے آیا احباب کے جُھرمٹ میں وہ حضور تک نہ پہنچ سکا اور بلند آواز سے بولا حضور میں تو زیارت کے لیے آیا ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ بابا جی کو آگے آنے دو۔ لیکن وہ اچھی طرح اُٹھ نہ سکا۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ بابا جی کو تکلیف ہے اور پھر حضور خود اُٹھ کر اُس کے پاس آبیٹھے۔"

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۷۴۰)

تعلیم و تعلّم

(۱) میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ نے بیان کیا کہ "جب ابھی حضور نے سلسلہ بیعت شروع نہ فرمایا تھا۔ مَیں نے ایک دفعہ حضرت سے عرض کیا کہ حضور میری بیعت لیں۔ آپ نے فرمایا پیر کا کام بھنگی کا سا کام ہے اسے اپنے ہاتھ سے مرید کے گند نکال نکال کر دھونے پڑتے ہیں اور مجھے اس کام سے کراہت آتی ہے۔ مَیں نے عرض کیا حضور تو پھر کوئی تعلّق تو ہونا چاہیئے۔ مَیں آتا ہوں اور اوپرا اوپرا چلا جاتا ہوں۔ حضور نے فرمایا اچھا تم ہمارے شاگرد بن جاؤ اور ہم سے قرآن شریف کا ترجمہ پڑھ لیا کرو...... حضور مجھے ایک ہفتہ کے بعد ایک آیت کے سادہ معنے پڑھا دیا کرتے تھے اور کبھی کسی آیت کی تھوڑی سی تفسیر بھی فرما دیتے تھے۔ ایک دن فرمایا۔ میاں عبداللہ میں تم قرآن شریف کے حقائق و معارف اس لیے نہیں بتا تا کہ مَیں تم میں ان کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں دیکھتا۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے کہ اس کا مطلب میں یہ سمجھا ہوں۔ کہ اگر مجھے اس وقت بتائے جاتے تو مَیں مجنون ہو جاتا۔ مگر میں اس سادہ ترجمہ کا ہی جو مَیں نے آپ سے نصف پارہ کے قریب پڑھا ہوگا اب تک اپنے اندر فہمِ قرآن کے متعلق ایک خاص اثر دیکھتا ہوں۔"

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۱۱)

(۲) مولوی شیر علی صاحبؓ نے بیان کیا کہ "حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیئے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۴۰۷)

(۳) قاضی محمد یوسف صاحب پشاوریؓ نے بیان کیا کہ "مَیں جب شروع میں قادیان گیا تو ایک شخص نے اپنے لڑکے کو حضرت صاحب کے سامنے ملاقات کے لیے پیش کیا۔ جس وقت وہ لڑکا حضرت صاحب کے مصافحہ کے لیے آگے بڑھا تو اظہارِ تعظیم کے لیے حضرت کے پاؤں کو ہاتھ لگانے لگا۔ جس پر حضرت صاحب نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اُسے ایسا کرنے سے روکا۔ اور مَیں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ سُرخ ہوگیا۔ اور آپ نے بڑے جوش میں فرمایا کہ انبیاء

دُنیا میں شرک مٹانے آتے ہیں اور ہمارا کام بھی شرک مٹانا ہے نہ کہ شرک قائم کرنا۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۱۸)

(۴) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ’’ایک دفعہ حکیم فضل دین صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور مجھے قرآن پڑھایا کریں آپ نے فرمایا اچھا۔ وہ چاشت کے قریب مسجد مبارک میں آجاتے اور حضرت صاحب ان کو قرآن مجید کا ترجمہ تھوڑا سا پڑھا دیا کرتے تھے یہ سلسلہ چند روز ہی جاری رہا پھر بند ہو گیا۔ عام درس نہ تھا صرف سادہ ترجمہ پڑھاتے تھے یہ ابتدائی زمانہ مسیحیت کا واقعہ ہے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۶۵۳)

السلام علیکم کہنا

(۱) قاضی محمد یوسف صاحبؓ نے بیان کیا کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سلام کا اس قدر خیال تھا کہ خاکسار نے کئی بار دیکھا کہ حضوا گر چند لمحوں کے لئے بھی جماعت سے اُٹھ کر گھر جاتے اور پھر واپس تشریف لاتے تو ہر بار جاتے بھی اور آتے بھی السلام علیکم کہتے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۲۳)

(۲) مولوی شیر علی صاحبؓ نے بیان کیا کہ ’’ایک دفعہ حضرت صاحب نے کسی حوالہ وغیرہ کا کام میاں معراج دین صاحب عمر لاہوری اور دوسرے لوگوں کے سپُرد کیا۔ چنانچہ اس ضمن میں میاں معراج دین صاحب چھوٹی چھوٹی پرچیوں پر لکھ کر بار بار حضرت صاحب سے کچھ دریافت کرتے تھے اور حضرت صاحب جواب دیتے تھے کہ یہ تلاش کرو یا فلاں کتاب بھیجو وغیرہ۔ اسی دوران میں میاں معراج دین صاحب نے ایک پرچی حضرت صاحب کو بھیجی اور حضرت صاحب کو مخاطب کر کے بغیر السلام علیکم لکھے اپنی بات لکھ دی اور چونکہ بار بار ایسی پرچیاں آتی جاتی تھیں اس لیے جلدی میں ان کی توجّہ اس طرف نہ گئی کہ السلام علیکم بھی لکھنا چاہئے حضرت صاحب نے جب اندر سے اس کا جواب بھیجا تو اس کے شروع میں لکھا کہ آپ کو السلام علیکم لکھنا چاہیے تھا۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۲۹۹)

(۳) حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ نے بیان کیا کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ دستور تھا کہ آپ اپنے تمام خطوط میں بسم اللہ اور السلام علیکم لکھتے تھے اور خط کے نیچے دستخط کر کے تاریخ بھی ڈالتے تھے۔ مَیں نے کوئی خط آپ کا بغیر بسم اللہ اور سلام اور تاریخ کے نہیں دیکھا۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۹۹)

(۴) میر شفیع احمد صاحبؓ محقق دہلوی نے بیان کیا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں مَیں نے ایک خاص بات دیکھی کہ جتنی مرتبہ حضور باہر تشریف لاتے مَیں دوڑ کر السلام علیکم کہتا اور مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتا۔ حضور فوراً اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں اس طرح دے دیتے کہ گویا اس ہاتھ میں بالکل طاقت نہیں ہے یا یہ کہ وہ خاص اس لیے میرے سپُرد کیا گیا ہے کہ جو چاہو اس ہاتھ سے برتاؤ کرلو۔ میں اس ہاتھ کو لے کر خوب چومتا اور آنکھوں سے لگاتا اور سر پر پھیرتا مگر حضور کچھ نہ کہتے۔ بیسیوں مرتبہ دن میں ایسا کرتا مگر ایک مرتبہ بھی حضور نے نہیں فرمایا کہ تجھے کیا ہو گیا ابھی تو مصافحہ کیا ہے پانچ پانچ منٹ بعد مصافحہ کی ضرورت نہیں۔''

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۳۵)

(۵) خواجہ عبدالرحمٰن صاحبؓ ساکن کشمیر نے بیان کیا کہ ''جب کبھی کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو السلام علیکم کہتا تو حضور عموماً اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتے اور محبت سے سلام کا جواب دیتے۔''

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۶۰۷)

(۶) مولوی شیر علی صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''ایک دفعہ ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے ساتھ شفاخانہ میں ایک انگریز لیڈی ڈاکٹر کام کرتی ہے اور وہ بوڑھی عورت ہے وہ کبھی بھی میرے ساتھ مصافحہ کرتی ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تو جائز نہیں۔ آپ کو عذر کر دینا چاہیئے کہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں۔''

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۴۰۱)

استقلال اور صدق وصفا

(۱) رسالہ ''اِندر'' لاہور نے جو آریوں کا ایک اخبار تھا آپ کی وفات پر لکھا ہے:۔''اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو مرزا صاحب اپنی ایک صفت میں محمد صاحب (صلعم) سے بہت مشابہت رکھتے تھے اور وہ صفت ان کا استقلال تھا۔ خواہ وہ کسی مقصود کو لے کر تھا۔ اور ہم خوش ہیں کہ وہ آخری دم تک اس پر ڈٹے رہے اور ہزاروں مخالفتوں کے باوجود ذرا بھی لغزش نہیں کھائی۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۹۵)

(۲) آئینہ کمالاتِ اسلام کے صفحہ ۲۹۷ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام محکمۂ ڈاک کی طرف

سے دائر کردہ مقدمہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

''اس عاجز نے اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایک عیسائی کے مطبع میں جس کا نام رلیا رام تھا اور وہ وکیل بھی تھا اور امرتسر میں رہتا تھا اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا ایک مضمون بغرض طبع ہونے کے ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں طرفیں کھلی تھیں بھیجا اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا چونکہ خط میں ایسے الفاظ تھے جن میں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا اور مضمون کے چھاپ دینے کے لیے تاکید بھی تھی اس لیے وہ عیسائی مخالفت مذہب کی وجہ سے افروختہ ہوا اور اتفاقاً اس کو دشمنانہ حملہ کے لیے یہ موقع ملا کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا قانوناً ایک جُرم تھا جس کی اس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ تھی اور ایسے جُرم کی سزا میں قوانین ڈاک کی رُو سے پانسو روپیہ جُرمانہ یا چھ ماہ تک......قید ہے۔ سو اُس نے مُخبر بن کر افسران ڈاک سے اس عاجز پر مقدمہ دائر کرا دیا...... اس جُرم میں صدر ضلع گورداسپور میں طلب کیا گیا اور جن جن وکلاء سے مقدمہ کے لیے مشورہ لیا گیا۔ انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ بجُز دروغگوئی کے اور کوئی راہ نہیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دے دو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا رلیا رام نے خود ڈال دیا ہوگا۔ اور نیز بطور تسلّی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائے گا۔ اور دو چار جھوٹے گواہ دیکر بریت ہو جائے گی ورنہ صورت مقدمہ سخت مشکل ہے اور کوئی طریق رہائی نہیں۔ مگر مَیں نے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا جو ہوگا سو ہوگا۔ تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا اور میرے مقابل پر ڈاک خانجات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہوا اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے اپنے پیکٹ میں رکھ دیا تھا اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے تب مَیں نے بلا توقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط اور میرا ہی پیکٹ ہے اور مَیں نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا مگر مَیں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کے لیے بدنیّتی سے یہ کام نہیں کیا بلکہ مَیں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیٰحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں کوئی نج کی بات تھی۔ اس بات کو سُنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا اور میرے مقابل پر افسر ڈاک خانجات نے بہت شور مچایا۔ اور لمبی لمبی تقریریں انگریزی میں کیں جن کو میں نہیں سمجھتا تھا مگر اس قدر میں سمجھتا تھا کہ ہر ایک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں وہ حاکم نو نو کر کے اُس کی سب باتوں کو ردّ کر دیتا تھا۔ انجام کار جب وہ افسر مدعی

اپنے تمام وجوہ پیش کر چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شائد سطر یا ڈیڑھ سطر لکھ کر مجھ کو کہا اچھا آپ کے لیے رخصت۔ یہ سُن کر میں عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجالایا......مَیں خوب جانتا ہوں کہ اس وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجھ کو نجات دی۔'' (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۹۷ تا ۲۹۸)

(۳) آئینہ کمالات اسلام میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-''میرے بیٹے سلطان احمد نے ایک ہندو پر بدیں بُنیاد نالش کی کہ اُس نے ہماری زمین پر مکان بنالیا ہے اور مسماری مکان کا دعویٰ تھا اور ترتیب مقدمہ میں ایک امر خلاف واقعہ تھا جس کے ثبوت سے وہ مقدمہ ڈسمس ہونے کے لائق ٹھہرتا تھا اور مقدّمہ کے ڈسمس ہونے کی حالت میں نہ صرف سلطان احمد کو بلکہ مجھ کو بھی نقصان تلف ملکیت اُٹھانا پڑتا تھا۔ تب فریق مخالف نے موقعہ پا کر میری گواہی لکھا دی اور میں بٹالہ میں گیا.........اس وقت سلطان احمد کا وکیل میرے پاس آیا کہ اب پیشی مقدمہ ہے آپ کیا اظہار دینگے مَیں نے کہا کہ وہ اظہار دُونگا جو واقعی امر اور سچ ہے تب اس نے کہا کہ پھر آپ کے کچہری جانے کی کیا ضرورت ہے میں جاتا ہوں تا مقدمہ سے دست بردار ہو جاؤں سو وہ مقدمہ مَیں نے اپنے ہاتھوں سے محض رعایتِ صدق کی وجہ سے آپ خراب کیا اور راست گوئی کو ابْتِغَاءً لِمَرْضَاتِ اللّٰهِ مقدم رکھ کر مالی نقصان کو ہیچ سمجھا۔'' (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۰۰)

غضِّ بصر

(۱) مولوی شیر علی صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''باہر مردوں میں بھی حضرت صاحب کی یہی عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں اور اِدھر اُدھر آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی آپ کو عادت نہ تھی بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ سیر میں جاتے ہوئے آپ کسی خادم کا ذکر غائب کے صیغہ میں فرماتے تھے حالانکہ وہ آپ کے ساتھ ساتھ جا رہا ہوتا تھا اور پھر کسی کے جتلانے پر آپ کو پتہ چلتا تھا کہ وہ شخص آپ کے ساتھ ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۴۰۳)

(۲) مولوی شیر علی صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''ایک دفعہ حضرت صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھچوانے لگے۔ تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھولکر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئیگی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہوگئیں۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۴۰۴)

شیرِ خدا

(۱) مولوی سیّد محمد سرور شاہ صاحبؓ نے بیان کیا کہ ’’جن دنوں میں گورداسپور میں کرم دین کے ساتھ مقدمہ تھا...... حضور نے تاریخ سے دو روز پہلے مجھے گورداسپور بھیجا...... جب ہم گوداسپور مکان پر آئے ...... تو نیچے سے ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب مرحوم کو آواز دی کہ وہ نیچے آئیں اور دروازہ کھولیں...... ہمارے آواز دینے پر ڈاکٹر صاحب نے بے تاب ہو کر رونا اور چلاّنا شروع کر دیا...... آخر تھوڑی دیر کے بعد وہ آنسو پونچھتے ہوئے نیچے آئے ہم نے سبب پوچھا تو انہوں نے کہا...... کہ محمد حسین منشی آیا اور اس نے مجھے کہا کہ آجکل یہاں آریوں کا جلسہ ہوا ہے بعض آریہ اپنے دوستوں کو بھی جلسہ میں لے گئے جلسہ کی عام کارروائی کے بعد انہوں نے اعلان کیا کہ...... اب لوگ چلے جائیں کچھ ہم نے پرائیویٹ باتیں کرنی ہیں...... میں بھی جانے لگا مگر میرے آریہ دوست نے کہا کہ اکٹھے چلیں گے...... چنانچہ میں وہاں ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا پھر اُن آریوں میں سے ایک شخص اُٹھا اور مجسٹریٹ کو مرزا صاحب کا نام لے کر کہنے لگا کہ یہ شخص ہمارا سخت دشمن...... اور ہمارے لیڈر لیکھرام کا قاتل ہے اب وہ آپ کے ہاتھ میں شکار ہے اور ساری قوم کی نظر آپ کی طرف ہے اگر آپ نے اس شکار کو...... ہاتھ سے جانے دیا تو آپ قوم کے دشمن ہونگے...... اس پر مجسٹریٹ نے جواب دیا کہ میرا تو پہلے سے خیال ہے کہ ہو سکے تو نہ صرف مرزا کو بلکہ اس مقدمہ میں جتنے بھی اس کے ساتھی اور گواہ ہیں سب کو جہنّم میں پہنچا دوں مگر کیا کیا جائے کہ مقدمہ ایسی ہوشیاری سے چلایا جا رہا ہے کہ کوئی ہاتھ ڈالنے کی جگہ نہیں ملتی لیکن اب مَیں عہد کرتا ہوں خواہ کچھ ہو اس پہلی پیشی میں ہی عدالتی کارروائی عمل میں لے آؤں گا...... محمد حسین مجھ سے کہتا تھا کہ...... اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مجسٹریٹ کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ شروع یا دورانِ مقدمہ میں جب چاہے ملزم کو بغیر ضمانت قبول کیے گرفتار کر کے حوالات میں دیدے...... پھر حضرت صاحب گورداسپور چلے آئے...... مَیں نے سارا قصّہ سنایا کہ کس طرح ہم نے یہاں آ کر ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب کو روتے ہوئے پایا پھر کس طرح ڈاکٹر صاحب نے منشی محمد حسین کے آنے کا واقعہ سنایا اور پھر محمد حسین نے کیا واقعہ سُنایا حضور خاموشی سے سُنتے رہے۔ جب میں شکار کے لفظ پر پہنچا تو یک لخت حضرت صاحب اُٹھ کر کر بیٹھ گئے اور آپ کی آنکھیں چمک اُٹھیں اور چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور آپ نے فرمایا ’’مَیں اس کا شکار ہوں مَیں شکار نہیں ہوں مَیں شیر ہوں اور شیر بھی خدا کا شیر۔ وہ بھلا خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال سکتا ہے؟ ایسا کر کے تو

دیکھے۔.....حضور نے کئی دفعہ خدا کے شیر کے الفاظ دُہرائے اور اُس وقت آپ کی آنکھیں جو ہمیشہ جُھکی ہوئی اور نیم بند رہتی تھیں واقعی شیر کی آنکھوں کی طرح کُھل کر شعلہ کی طرح چمکتی تھیں...... پھر آپ نے فرمایا مَیں کیا کروں مَیں نے تو خدا کے سامنے پیش کیا ہے کہ مَیں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں مَیں تجھے ذلّت سے بچاؤں گا اور عزت کے ساتھ بَری کروں گا۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۰۷)

وقار

(۱) میرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے نے بیان کیا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ ایک عام عادت تھی کہ صبح کے وقت باہر سیر کو تشریف لے جایا کرتے تھے اور خدّام آپ کے ساتھ ہوتے تھے اور ایک ایک میل دو دو میل چلے جاتے تھے اور آپ کی عادت تھی کہ بہت تیز چلتے تھے مگر بایں ہمہ آپ کی رفتار میں پُورا پُورا وقار ہوتا تھا۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۷)

تنگ نہ پڑنا

(۱) سیٹھی غلام نبیؓ صاحب نے بیان کیا کہ ''ایک مرتبہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ مرحوم نے فرمایا کہ لوگ حضرت صاحب کو تنگ کرتے ہیں اور بار بار دُعا کے لیے رقعہ لکھ کر اوقات گرامی میں حارج ہوتے ہیں۔ مَیں نے خیال کیا کہ مَیں ہی حضور کو بہت تنگ کرتا ہوں شائد رُوئے سخن میری ہی طرف ہو۔ سو میں اسی وقت حضور کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اگر حضور ہماری ان باتوں سے تنگ ہوتے ہوں تو ہم انہیں چھوڑ دیں۔ حضور نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ بار بار لکھو جتنا زیادہ یاددہانی کراؤ گے اتنا ہی بہتر ہوگا۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۲۴)

(۲) میر شفیع احمد صاحبؓ محقق دہلوی نے بیان کیا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں مَیں نے ایک خاص بات دیکھی کہ جتنی مرتبہ حضور باہر تشریف لاتے مَیں دوڑ کر السلام علیکم کہتا اور مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتا۔ حضور فوراً اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں...... دیدیتے......بیسیوں مرتبہ دن میں ایسا کرتا۔ مگر ایک مرتبہ بھی حضور نے نہیں فرمایا کہ تجھے کیا ہوگیا۔ ابھی تو مصافحہ کیا ہے۔ پانچ پانچ منٹ بعد مصافحہ کی ضرورت نہیں۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۳۵)

کسی کو'تو' نہ کہنا

(۱) حافظ نبی بخش صاحبؓ ساکن فیض اللہ چک نے بیان کیا کہ ''......حضور کی عادت میں داخل تھا کہ خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا کسی کو ''تو'' کے لفظ سے خطاب نہ کرتے تھے حالانکہ میں چھوٹا

بچہ تھا مجھے کبھی حضور نے ''تو'' سے مخاطب نہ کیا تھا۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۴۳)

دُعا کا طریق

(ا) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ''جب حضرت صاحب مجلس میں بیعت کے بعد یا کسی کی درخواست پر دُعا فرمایا کرتے تھے۔ تو آپ کے دونوں ہاتھ مُنہ کے نہایت قریب ہوتے تھے اور پیشانی و چہرہ مبارک ہاتھوں سے ڈھک جاتا تھا اور آپ آلتی پالتی مار کر دُعا نہیں کیا کرتے تھے۔ بلکہ دوزانو ہو کر دعا فرماتے تھے اگر دوسری طرح بھی بیٹھے ہوں تب بھی دُعا کے وقت دوزانو ہو جایا کرتے تھے۔ یہ دُعا کے وقت حضور کا ادب الٰہی تھا۔''

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۷۳۶)

گاڑی میں مسافروں کے لیے جگہ خالی کر دینا

(ا) مولوی غلام حسین صاحب ڈنگویؓ نے بیان کیا کہ ''ایک دفعہ مجھے حضور کے ساتھ ریل میں سفر کرنے کا اتفاق نصیب ہوا جیسا کہ عام لوگ ریل میں سوار ہو کر باہر سے آنے والے مسافروں سے ترش روئی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ اس وقت بھی بعض اصحاب نے یہ رویہ اختیار کیا۔ ان میں سے یہ ناچیز بھی تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسافر کے لیے جگہ خالی کر دی اور مجھے یُوں مخاطب کیا کہ اخلاق دکھانے کا یہی موقعہ ہے اس پر میں بہت شرمسار ہوا۔ یہ آپ کے اخلاقِ فاضلہ میں سے ایک عام مثال ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۶۶۷)

قادیان میں بار بار آنے کی تاکید

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے بیان کیا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان میں بار بار آنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۸۸۸)

جامع اخلاق

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اخلاق میں کامل تھے۔ یعنی آپ نہایت رؤف و رحیم تھے۔ سخی تھے۔ مہمان نواز تھے۔ اشجع الناس تھے ابتلاؤں کے وقت جب لوگوں کے دل بیٹھے جاتے تھے۔ آپ شیر نر کی طرح آگے بڑھتے تھے عفو۔ چشم پوشی۔ فیاضی۔ دیانت۔ خاکساری۔ صبر۔ شکر۔ استغناء۔ حیا۔ غضِ بصر۔ عفت۔ محنت۔ قناعت۔ وفاداری۔ بے تکلّفی۔ سادگی۔ شفقت۔ ادبِ الٰہی۔ ادب رسول و بزرگان دین۔ حلم۔ میانہ روی۔ ادائیگی حقوق۔ ایفائے وعدہ۔ چُستی۔ ہمدردی۔ اشاعتِ دین۔

تربیت-حسنِ معاشرت-مال کی نگہداشت-وقار-طہارت-زندہ دلی اور مزاح-رازداری-غیرت-احسان-حفظِ مراتب-حسن ظنّی-ہمّت اور اولوالعزمی-خودداری-خوش روئی-اور کشادہ پیشانی-کظمِ غیظ......انتظام-اشاعتِ علم و معرفت-خدا اور اس کے رسول کا عشق-کامل اتباع رسول-یہ مختصر آپ کے اخلاق و عادات تھے............۔"

"بے صبری-کینہ-حسد-ظلم-عداوت-گندگی-حرصِ دُنیا-بدخواہی-پردہ دری-غیبت-کذب......ناشکری-تکبّر-کم ہمّتی-بخل-ترش روئی و کج خلقی-بُزدلی-چالاکی-فحشاء-بغاوت-عجز-کسل-ناامیدی-ریا-دل دُکھانا......تمسخر-بدظنّی-بے غیرتی-تہمت لگانا-دھوکا-اسراف......بے احتیاطی-چغلی-لگائی بجھائی-بے استقلالی-لجاجت-بے وفائی......وقت کو ضائع کرنا۔ان باتوں سے آپ کوسوں دُور تھے۔"

"آپ نماز جماعت کی پابندی کرنے والے-تہجد گزار-دُعا پر بے حد یقین رکھنے والے-سوائے مرض یا سفر کے ہمیشہ روزہ رکھنے والے-سادہ عادات والے-سخت مشقت برداشت کرنے والے-ساری عمر جہاد میں گذارنے والے تھے۔" (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۹۷۵)

تعداد دو ہزار ۲۰۰۰

بار دوئم

ناشِر مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت

سنِ اشاعت اپریل ۲۰۰۴ء

کمپوزنگ کریسنٹ پبلشرز، قادیان 9872318868

مطبع پرنٹ ویل امرتسر

ملنے کا پتہ دفتر اطفال الاحمدیہ بھارت، ایوانِ خدمت، قادیان پنجاب-۱۴۳۵۱۶ (بھارت)